مولانا ذاکر حسن نعمانی

مسئلہ توہینِ رسالت

قرآن و حدیث کی روشنی میں

گزشتہ چند ماہ سے توہینِ رسالت کی بحث چلی ہوئی ہے۔ اس موضوع پر مختلف الخیال حضرات نے ملکی اخبارات میں اپنے اپنے مبلغ علم کے مطابق مضامین لکھے۔ یہ مضامین ایک خاص واقعہ کے ردِعمل تھے۔ کیونکہ ملک ہی کے دو غیر مسلم اس جرم کا ارتکاب کرکے سزا سے بچ گئے۔ بعض مضمون نگاروں کا خیال تھا کہ غیر مسلم اگر حضورؐ کی گستاخی کرے یا شانِ رسالت میں نقص پیدا کرے اور اس کو معاف کر دیا جائے تو یہ تعلیمات اسلام اور خود حضورؐ کے عمل کے منافی نہیں۔ کیوں کہ حضورؐ نے اکثر عفو و درگزر سے کام لیا ہے۔ مثلاً طائف کے تبلیغی سفر میں کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انتہائی تکالیف پہنچائیں لیکن حضورؐ نے بجائے سزا کے ان کو عام ہدایت کی دعا دی۔ نہ بددعا دی اور نہ سزا دی۔ حالانکہ پہاڑوں کا فرشتہ انتقام کے لیے پہنچ چکا تھا۔ اس طرح عفو و درگزر کے بہت سے واقعات ملتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں بعض حضرات کا خیال ہے کہ ایسے مجرم کو ضرور سخت سزا ملنی چاہیے تاکہ آئندہ کسی کو ایسے جرم پر اقدام کی جرأت نہ ہو۔

ان مضمون نگاروں میں اکثریت ایسے حضرات کی تھی جو قرآن و حدیث کے باقاعدہ عالم نہیں تھے۔ بلکہ اپنے مطالعہ کی حد تک کوشش کی تھی۔ اول تو یہ بات ضروری ہے کہ کسی اہم اور نازک دینی مسئلہ پر جب تک قرآن و حدیث کا علم اور طرزِ استدلال اگر کوئی نہیں جانتا تو اظہارِ خیال سے گریز کرے پھر یہ بھی ضروری ہے کہ موضوع کے متعلق وافر معلومات اور ہر پہلو پر عبور رکھتا ہو۔ قرآن و حدیث کی نصوص کے ساتھ مفسرین، فقہاء، محدثین کی آراء سے بھی باخبر ہو تاکہ حتی الوسع غلطی کا امکان نہ ہو۔ لیکن بدقسمتی سے بعض حضرات چند اردو تراجم دیکھ کر ہر قسم کے موضوع پر خامہ فرسائی کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ اپنی اور دوسروں کی گمراہی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

زیرِ نظر مضمون میں قرآن و حدیث کے دلائل ائمہ مجتہدین کے اقوال اور عقلِ سلیم کی روشنی میں چند سطور پیشِ خدمت ہیں۔ سب سے پہلے تو یہ جاننا ضروری ہے کہ توہینِ رسالت کا مرتکب مجرم ہے یا نہیں۔

حضورؐ کی شان میں گستاخی بے ادبی اور نقص اور ایذا پہنچانے والا یقیناً مجرم ہے اس لیے کہ

بات کی دلیل ہے کہ ایسے موذی کو ان کے نزدیک قتل کرنا جانی پہچانی بات تھی۔ اور حضورؐ نے نکیر نہیں فرمائی اور نہ یہ کہا کہ اس کا قتل جائز نہیں۔

علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں ہے ان رجلا کان یسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال من یکفینی عدوی۔ ایک آدمی نے حضورؐ کو گالی دی تو حضورؐ نے فرمایا میرے اس دشمن کے مقابلہ میں میرے لیے کون کافی رہے گا۔ فرماتے ہیں کہ ان ابن ابی تنقص النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاستأذن ابنہ النبیؐ فی قتلہ لذالک۔ ابن ابی نے حضورؐ کی شان میں گستاخی کی تو اس کے بیٹے نے حضورؐ سے اس کے قتل کی اجازت چاہی۔

علامہ ابن عابدین نے اپنے رسالہ میں قاضی عیاض کے حوالے سے حدیث نقل کی ہے کہ ان رسول اللہ قال من سب نبیا فاقتلوہ ومن سب اصحابی فاضربوہ۔ حضورؐ نے فرمایا جو مجھے گالی دے اس کو قتل کر دو اور جو میرے صحابی کو گالی دے اس کو خوب پیٹو۔

اجماع | ایسے گستاخ کے قتل پر اجماع کا ذکر کر دیا گیا ہے۔

قیاس | مرتد واجب القتل ہے اس پر اجماع اور نصوص کی دلالت ہے اور حضورؐ کا قول ہے من بدل دینہ فاقتلوہ والساب مرتد مبدل لدینہ جو اپنا دین بدل دے اس کو قتل کر دو اور حضورؐ کی شان میں گستاخی کرنے والا مرتد اور اپنے دین کو بدلنے والا ہے۔

مسلمان اگر توہین رسالت کا ارتکاب کرے تو اس کی سزا

جیسا کہ گذر چکا ہے مجرم کی سزا قتل ہے کیونکہ مرتد ہے

اس سزائے قتل میں کسی کا اختلاف نہیں البتہ اس میں اختلاف ہے کہ اس کی "توبہ" قبول ہوتی ہے یا نہیں۔ علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں کہ توبتہ مقبولۃ باجماع اکثر العلماء اذالم یکن زندیق۔ اکثر علماء کے اجماع کے ساتھ اس کی توبہ قبول ہوتی ہے۔ اگر زندیق نہ ہو۔

امام شافعیؒ کے نزدیک بھی اس کی توبہ قبول ہوتی ہے۔ علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں۔ ومِلت الی قبول توبتہ وعدم قتلہ ان رجع الاسلام۔ یعنی میرا میلان توبہ کے قبول ہونے کی طرف ہے اگر اسلام کی طرف دوبارہ لوٹ آئے۔ فرماتے ہیں کہ اگرچہ دل کو اس سے تسلی نہیں ہوتی کیوں کہ دل تو چاہتا ہے کہ ایسے مجرم کو تلوار کی وار سے ختم کر دیا جائے یا جلا کر رکھ دیا جائے لیکن نقلی دلائل آنے کے بعد عقل کو سر تسلیم خم کرنا چاہیئے۔ ابن عابدین فرماتے ہیں فاعلم ان مشہور مذہب مالک واصحابہ وقول السلف وجمہور العلماء قتلہ حدًا لا کفرًا ان اظہر التوبتہ منہ

ولہذا لا تقبل عندھم توبتہ۔ امام مالکؒ اس کے اصحاب اسلاف اور جمہور علماء کے نزدیک اس کو حداً قتل کیا جائے گا اگرچہ اس کی طرف سے توبہ کا ظہور ہو۔ اس کی توبہ قبول نہیں جس طرح دیگر حدود توبہ سے ساقط نہیں ہوتیں۔

امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک ایسے مجرم کو توبہ کے لیے کہا جائے گا جب کہ مسلمان ہو اگر توبہ کرلی تو معاف ہے ورنہ مرتد کی طرح قتل کردیا جائے گا۔

غیر مسلم ذمی اگر توہین رسالت کا مرتکب ہو

مسلم گورنمنٹ کی طرف سے ذمی کافر کی جان و مال محفوظ ہوتا ہے۔ یہ اسلام اور مسلمان کے خلاف غلط حرکت نہیں کرے گا ورنہ اس کا معاہدہ ٹوٹ جائے گا اور اس کا جرم قابل مواخذہ ہوگا۔

علامہ ابن تیمیہ اپنی کتاب الصارم المسلول میں لکھتے ہیں کہ قال حرب سألت احمد عن رجل من اھل الذمۃ شتم النبیؐ قال یقتل اذا شتم النبیؐ۔ حرب کہتے ہیں کہ میں نے احمد سے اس ذمی کے بارے میں پوچھا جو حضورؐ کو گالی دے تو احمد نے فرمایا قتل کیا جائے گا۔ فرماتے ہیں۔

وان کان ذمیاً فانہ یقتل ایضاً فی مذھب مالک واھل المدینۃ۔

یعنی امام مالک اور اہل مدینہ کے نزدیک ذمی کو بھی قتل کیا جائے گا۔ امام شافعیؒ کے نزدیک اس کا معاہدہ ٹوٹ جائے گا۔ اور قتل کردیا جائے گا۔ علامہ ابن تیمیہ نے معاہدہ ٹوٹنے پر قرآن وحدیث اور اجماع صحابہ وتابعین کے دلائل قائم کئے ہیں۔ ابن عابدین نے اپنے رسالہ امام سبکی کی السیف المسلول کے حوالہ سے نقل کیا ہے قال مالک من شتم النبیؐ من الیھود والنصریٰ قتل الا ان یسلم۔ مالک فرماتے ہیں کہ کسی یہودی یا نصرانی نے حضورؐ کو گالی دی تو اگر اسلام نہ لایا تو قتل کردیا جائے گا۔ اور امام احمد بھی یہی فرماتے ہیں۔ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ایسے ذمی کا معاہدہ ٹوٹ جائے گا اور اس کو قتل کردو۔ اور دلیل کعب بن اشرف کے واقعہ سے پکڑی ہے۔ امام اعظم کے نزدیک قتل نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ اس کو سخت تعزیر دی جائے گی۔ اگر اس تعزیر میں مرجائے تو اس کا خون بغیر کسی معاوضہ کے ضائع ہوگا۔ ابن عابدین مذہب احناف نقل کرتے ہیں۔ ان یؤدب تعزیراً شدیداً بحیث لو مات کان دمہ ھدراً۔ اس کو بطور تادیب سخت سزا دی جائے گی۔ اگر اس سزا کی وجہ سے مرجائے تو اس کا خون بلاضمان ہوگا۔ فرماتے ہیں۔ ان الذمی یجوز قتلہ عندنا لکن لاحداً بل تعزیراً فقتلہ لیس مخالفاً المذھب۔ یعنی ذمی کا قتل ہمارے نزدیک حداً نہیں بلکہ تعزیراً جائز ہے اگر مرجائے تو اس میں مذہب کی مخالفت نہیں ہے۔

ضروری بات آخر میں قارئین کرام کے گوش گزار کردوں۔ کہ صحابہ کرام کی سچی عقیدت و محبت کے سامنے ہماری محبت بالکل ہیچ ہے۔ ان پر خود کو قیاس نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر ان میں جوش عقیدت تھا تو ہوش دلائل بھی تھا۔ انہوں نے کبھی نفس کی خاطر انتقام نہیں لیا جو کچھ کیا اللہ اور اس کے رسول کی رضا کے لیے کیا ہے ان کے بارے میں ہم یہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ کبھی نفس کی خاطر انہوں نے کوئی کام کیا ہو۔ ہر کام میں اللہ اور رسول کی اطاعت ملحوظ خاطر رہتی۔ اس دور میں خواہش پرستی زیادہ ہوگئی ہے۔ لہذا ہمیں ہوش کے ناخن لینا چاہئیں کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی بے قصور مسلمان یا غیر مسلم ہمارے جوش عقیدت کی بھینٹ چڑھ جائے۔ ہر واقعہ کی مکمل چھان بین کرکے مجرم کو گورنمنٹ کے حوالہ کرنا چاہیئے۔ اور گورنمنٹ کو چاہیئے کہ حوالہ کرنے والے کی حوصلہ افزائی کرکے مجرم کو کیفر کردار تک پہنچائے تاکہ کل کو قیامت کے دن حضور ص کے سامنے سرفخر سے اونچا ہو سکے۔ خود ایسے مجرم کو سزا نہیں دینی چاہیئے کیوں کہ اس کی آڑ میں بہت لوگ اپنے اپنے دشمن کو ٹھکانے لگائیں گے آج بعض مسلمانوں کی عادت بن چکی ہے کہ آپس کی رنجشیں ہوتی ہیں۔ لڑتے وقت بیچ میں اللہ اور اس کے رسول کو لے آتے ہیں۔ تاکہ دیگر افراد کی ہمدردی حاصل کرکے مدمقابل کو نقصان پہنچائیں اس لیے گورنمنٹ کو چاہیئے کہ گستاخ رسول کو سخت سزا دے تاکہ تمام مسلمانوں کے دلوں کا مرہم ہو سکے۔

گستاخ رسول کسی ایک فرد کا مجرم نہیں ہوتا بلکہ پورے عالم اسلام کا مجرم ہوتا ہے۔ سب مسلمانوں کی تسکین اسی صورت میں ہوگی کہ مجرم کو سخت سے سخت سزا ملے تاکہ دنیا کے اندر پھر کسی کو ایسے جرم کی ہمت نہ ہو۔

مراجع و مصادر

(۱) قرآن مجید (۲) الصارم المسلول علامہ ابن تیمیہ (۳) مجموعہ رسائل ابن عابدین (۴) جامع العلوم والحکم ابن رجب حنبلی (۵) سیرۃ المصطفیٰ ج ۲ مولانا محمد ادریس کاندھلوی۔ (بقیہ ص ۶۳ پر)

"اے رب العالمین تو جو ساری چیزوں پر قادر ہے اور بنی آدم کے دلوں کو شیطان کے وساوس سے چھڑانے کی طاقت رکھتا ہے اپنے فضل و کرم سے عیسائیوں کو جو سچے دل سے اپنی نجات کے خواہاں ہیں راہ راست پر لا اور ان کو جو تعصب کی راہ سے دین محمدی کے دشمن ہو رہے ہیں تعصب سے چھڑا اور ان کو توفیق عنایت فرما کہ سچے دل سے تیری راہ تلاش کریں اور تیرے نبی آخر الزماں پر ایمان لاکر نجات ابدی اور حیات سرمدی پائیں۔" (ص ۱۷۷)